https://doi.org/10.58352/tis.v47i2.897

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
الثقافة الإسلامية
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

قرآن اور بائبل کے تناظر میں خاندان کے افراد کے مابین حقوق و فرائض کا تعین، ایک تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY ABOUT DETERMINING RIGHTS AND DUTIES BETWEEN FAMILY MEMBERS IN THE CONTEXT OF QURAN AND BIBLE

Dr. Najmul Sahar Ilyas,
Assistant Professor Bahria University
Health Sciences Campus Karachi,
Email: najmussahar2010@gmail.com,
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7719-4323

Dr. Hafiza Maria Hassan Padhiar,
Lecturer Govt. Degree Girls College 11i, North Karachi,
Email ID: mariahassan.2.4@gmail.com,
Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-5440-9176

Dr. Muhammad Hamza,
Assistant Professor, University of Makran Panjgur, Balochistan,
Email ID: Muhammad.hamza@uot.edu.pk,
Orcid ID:https://orcid.org/0000-0001-5715-5941

Abstract:
The family comes into existence by the mutual connection and mixing of individuals and the society is formed from the family. Therefore, individuals, family and society are interconnected. In view of the importance of family system, as much emphasis has been given to this aspect of life in Islamic

teachings and as much as the teachings are described in any other system of life, even if they are inspired or not found uninspired.

The development of society depends on individuals. Unless every individual fulfills his responsibilities well, the society will not be able to progress and the responsibilities can be determined only by "divine revelation". The specialty of which is that they are moderate and universal without the most comprehensive defects.

Family is a permanent institution where there is strong bond and relationship between individuals. For the stability of this institution, it is necessary that its members are aware of their duties and perform them well because this is where the concept of public welfare is connected. Women and men are the main pillars of this institution on which the edifice of the family stands. Both of them have individual personality and both of them are builders of society, therefore both of them have certain rights and responsibilities. Below, the analytical study of these responsibilities is being presented in the light of Quran and Bible.

Keywords: *Quran and Bible, Rights, divine revelation, family, mutual connection*

افراد کے باہمی ربط اور اختلاط سے خاندان وجود میں آتا ہے اور خاندان سے ہی معاشرہ کی تشکیل ہوتی ہے۔ لہذا افراد خاندان اور معاشرہ باہم مربوط ہیں۔ خاندانی نظام کی اہمیت کے پیش نظر اسلامی تعلیمات میں جتنا زور زندگی کے اس پہلو پر دیا گیا ہے اور جتنی شرح و بسیط کے ساتھ تعلیمات کا بیان ہے کسی بھی اور نظام حیات میں چاہے وہ الہامی ہوں یا غیر الہامی نہیں پایا جاتا۔

معاشرہ کی ترقی کا دارو مدار افراد پر ہے۔ جب تک ہر فرد اپنی ذمہ داریاں بخوبی انجام نہ دے گا معاشرہ ترقی نہیں کر سکے گا اور ذمہ داریوں کا صحیح تعین "وحی الہیٰ" ہی کر سکتی ہے۔ جس کی خاصیت یہ ہے کہ وہ انتہائی جامع نقائص سے پاک معتدل اور عالمگیریت کی حامل ہوتی ہیں۔

خاندان کی حیثیت ایک مستقل ادارے کی ہیں جہاں افراد کے مابین مضبوط تعلق اور رشتہ موجود ہوتا ہے۔ اس ادارے کے استحکام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اراکین اپنے فرائض سے آگاہ ہوں اور اسے بخوبی انجام دیں کیونکہ اسی سے ہی فلاح عامہ کا تصور جڑا ہے۔ عورت اور مرد اس ادارے کے بنیادی ستون ہیں جس پر خاندان کی عمارت کھڑی ہے۔ دونوں کی انفرادی شخصیت ہے اور دونوں ہی سماج کے معمار ہیں اسی لئے دونوں کے کچھ حقوق اور ذمہ داریاں ہیں۔ ذیل میں انہی ذمہ داریوں کا تجزیاتی مطالعہ قرآن اور بائبل کی روشنی میں پیش کیا جارہا ہے۔

بائبل کی روشنی میں شوہر کی کچھ ذمہ داریاں:۔

۱۔ گھر کا سربراہ:

بائبل کی تعلیمات کی روشنی میں گھر کی سربراہی شوہر کو دی گئی ہے اور بیوی کو اس کے تابع بنایا ہے۔ تیمتھس کے نام پولس نے اپنے خط میں ہدایت دیں:

> "عورت کو جب چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا اور اس کے بعد حوا اور آدم نے فریب نہیں کھایا اور عورت فریب کھا کے گناہ میں پڑھ گئی"[i]

اسی طرح ایک اور مقام پر شوہر کے مقام کو بیاں کرنے کے لئے اسے بیوی کا "سر" کہا گیا۔

> "کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے مسیح کلیسا کا اور وہ خود بدن کو بچانے والا ہے"[ii]

گھر کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال کرے ان کی ضروریات کا خیال رکھے جیسے "سر" جسم کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

۲۔ بیوی کے ساتھ وفادار:

بائبل کی تعلیمات کی روشنی میں شوہر کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ وفادار رہے کیونکہ شادی ایک مقدس فریضہ ہے اور وہ دونوں ایک جسم ہیں لہذا شوہر کا فرض ہے کہ بیوی کا وفادار رہے۔ اور کسی صورت اس کو نہ چھوڑے سوائے یہ کہ وہ بدکاری کی مرتکب ہو اور اگر وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے شادی کرے تو وہ زناکار ہے۔

"اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑے اور وہ دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کر لے وہ بھی زنا کرتا ہے"۔[iii]

۳۔بیوی کے ساتھ محبت:

مسیحی تعلیمات میں مردوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے محبت کریں جیسے مسیح نے کلیسا سے محبت کی اور اس کی خاطر خود کو موت کے حوالے کر دیا۔ افسیوں میں مردوں سے کہا گیا:

"اے شوہروں اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اس کے واسطے موت کے حوالے کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی طرح شوہروں پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھے ہے جو اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے آپ سے محبت رکھتا ہے کیونکہ کبھی کسی نے اپنے جسم سے دشمنی نہیں کی بلکہ اس کو پالتا اور پرورش کرتا ہے۔ جیسے کہ مسیح کلیسا کو۔"[iv]

شوہر کا فرض ہے کہ جہاں وہ اپنی بیوی کی معاشی ضروریات کا کفیل ہے وہیں اس کی نفسانی خواہشات کی تکمیل بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔

"شوہر بیوی کا حق ادا کرے ویسے ہی بیوی شوہر کا بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر ہے اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی ہے۔ تم ایک دوسرے سے جدا نہ رہو مگر تھوڑی مدت تک آپس کی رضامندی سے تا کہ دعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکھٹے ہو جاؤ۔"[v]

اگر شوہر اپنی بیوی سے واقعتاً اور سچی محبت کرتا ہے تو تعلیمات مسیح کی روشنی میں اُسے اس کا اظہار اپنے قول اور عمل دونوں سے کرنا ہے۔ اسی لئے اُس کا سارا وقت بیوی کے لیئے ہے سوائے اُس کے جو عبادت میں گزرے۔

۴۔ معاشی ضروریات کی کفالت:

بائبل کی تعلیمات کے تحت آسمان پر ہی جب آدم و حوا نے اُس درخت کا پھل کھایا جس سے خدا نے منع کیا تھا تب خدا نے سزا کے طور پر مشقت اور خوراک مہیا کرنے کی ذمہ داری مرد پر ڈال دی۔ کتاب پیدائش میں ہے۔

> ”اور آدم سے اُس نے کہا چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس کی پیداوار کھائے گا اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائے گی اور تو کھیت کی سبزی کھائے گا تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا۔“[vi]

اسی لئے مرد پر ذمہ داری عائد کی گئی کہ وہ اپنے گھرانے کی خبر گیری کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا ایمان مقبول نہیں ہے۔

> ”اگر کوئی اپنوں اور خاص کر اپنے گھر والوں کی خبر گیری نہ کرے تو ایمان کا منکر اور بے ایمان سے بدتر ہے۔“[vii]

اسی طرح کتاب امثال میں وعید سنائی گئی ہے کہ اگر کوئی اپنے خاندان کی ذمہ داریاں نہیں اُٹھائے گا اور اُن کے لئے دکھ کا باعث بنے گا اس کے لئے بربادی کا پیغام ہے اور وہ کافر سے بدتر ہے۔

> ”جو اپنے گھرانے کو دکھ دیتا ہے ہوا کا وارث ہوگا اور احمق دانا دل کا خادم ہوگا۔“[viii]

بائبل کی تعلیمات کی روشنی میں مرد کو گھر کی سربراہی دی گئی ہے تو اس پر بہت سی ذمہ داریاں بھی عائد ہیں جن کی ناقدری نعمت خداوندی کی ناقدری ہے۔ شوہروں کو نصیحت کی گئی ہے کہ:

"اے شوہروں تم بھی بیویوں کے ساتھ عقل مندی سے بسر کرو اور عورت کو نازک ظرف جان کر اس کی عزت کرو اور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں تاکہ تمھاری دعائیں رک نا جائیں"[ix]

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں شوہر کے فرائض:

تخلیق کائنات کے بعد وجود میں آنے والا سب سے پہلا رشتہ میاں بیوی کا ہے جو کائنات میں انسان کی افزائش کا سبب بنا خالق کائنات نے مرد اور عورت کی ذمہ داریوں کے اعتبار سے انہیں مختلف الجسم اور مختلف الفطرت بنایا ہے۔ لیکن انسان نے وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں کر دیں، مرد نے اپنی فطری برتری کے تحت عورت کو محکوم، اور کمتر سمجھنا شروع کر دیا اور یہ تصور معاشرہ میں رائج ہو گیا کہ عورت کے مرد پر کوئی حقوق نہیں۔ اس ظلمت میں روشنی لے کر رسول اکرم ﷺ جلوہ افروز ہوئے جنہوں نے بے توقیر اور حقیر سمجھی جانیوالی عورت کو عزت واحترام کے مرتبے پر فائز کیا اور اسے وہ حقوق عطا کئے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ سب سے پہلے اس تصور کی نفی کی گئی کہ عورت کے کوئی حقوق نہیں ہے اور وہ مرد کی محکوم ہے۔ فرمایا گیا:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ"[x]

"عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں"

خاندانی نظام میں خواہ مرد ہو یا عورت ہر ایک کے فرائض ہیں جن سے دوسروں کے حقوق وابستہ ہیں البتہ مرد کو ایک درجہ اوپر دیا گیا ہے جو کہ نہ تو عورت کی کمتری کی علامت ہے نہ ہی مرد کیلئے باعث فخر بلکہ معاشرہ کے استحکام وبقاء کے لئے ان پر ایک درجہ ذمہ داری زیادہ ہے۔

"وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ"[xi]

"البتہ مرد کو ایک درجہ حاصل ہے۔"

اسی لئے قرآن کریم نے تفصیل کے ساتھ مردوں کے فرائض بیان کئے ہیں تاکہ وہ کماحقہ اس درجہ کے مطابق ذمہ داریاں انجام دیں۔

۱) نان و نفقہ:

عورت کی تمام خرچ اور ضروریات کی ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے۔۔ فرمان الٰہی ہے۔

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ"[xii]

"مرد عورتوں پر قوام ہیں اس بناء پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر

فضیلت دی ہے اور اس بناء پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔"

مرد کی فضیلت کی وجہ "قوامیت" ہے۔ قوام کا مادہ قام یقوم قیاماً فھو قائم۔۔۔ کھڑا ہونا اور قائم کی جمع قیام آتی ہے۔ یہ لفظ کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

"۱) کسی شخص کا تسخیری طور پر ارادے سے کھڑا ہونا

۲) کسی کام کا پختے ارادہ کرنا

۳) کسی شے کی حفاظت و نگہبانی کرنا"[xiii]

یعنی مرد عورتوں کی معیشت و ضروریات کے قیام کا ذریعہ ہیں اسی ذمہ داری کی وجہ سے خاندان کی سربراہی کیلئے مرد کو متعین کیا گیا ہے۔ اور اسی لحاظ سے اس کی تخلیق ہوئی ہے۔

۲) حسن سلوک:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی خاص طور پر تاکید کی ہے۔

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ"[xiv]

"عورتوں کے ساتھ بھلائی کے مطابق برتاؤ کرو۔"

مرد کو چونکہ سربراہی دی گئی اور ایک درجہ اختیار ہے لہذا امکان بھی زیادتی کا اس کی طرف سے زیادہ ہے۔ اسی لئے خالق کائنات نے فطرتِ انسان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خاص طور پر انہیں حسن معاشرت، نیکی اور انصاف کی تاکید کی ہے۔

۳) تحمل وبرداشت:

صبر و تحمل انسان کے پسندیدہ اوصاف ہیں لیکن اکثر اختیارات میں اضافے کے ساتھ یہ صفت معدوم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اسی لئے اختیارات کے ساتھ مردوں کو یہ تاکید کی جارہی ہے کہ وہ اپنی بیوی کے معاملے میں تحمل سے کام لیں اور جلد بازی میں ان کے حوالے سے کوئی فیصلہ نہ کریں۔ فرمان خداوندی ہے۔

"فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا"[xv]

"اگر وہ تمھیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔"

کوئی بھی انسان تمام تر خوبیوں یا کمالات کا حامل نہیں ہوتا ہر انسان میں خوبیاں اور خامیاں ودیعت ہیں۔ عموماً عورتوں میں تحمل مرد کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے اور وہ بہت سی خامیوں کو بہ آسانی نظر انداز کر دیتی ہیں مگر مرد عموماً ایسا نہیں کرتے۔ اسی لئے خدا نے خصوصی طور پر مردوں کو یہ تاکید کی ہے کہ اگر کسی وجہ سے آپ کو بیوی پسند نہ ہو تو صبر وبرداشت سے کام لیں ممکن ہے کہ آپ کو اس کی کوئی عادت پسند نہ ہوں اور اللہ تعالی نے اس میں بہتری وسعادت رکھی ہو۔

۴) ان کو لٹکائے نہ رکھنا۔

اللہ تعالی نے مردوں کو تعلیم دی ہے کہ وہ احسن طریقے سے بیوی کے ساتھ نباہ کریں لیکن اگر کسی وجہ سے ان میں نباہ نہ ہو سکے تو احسن طریقے سے اس کو چھوڑ دیں اذیت اور تکلیف دینے کیلئے لٹکائے نہ رکھیں۔

"لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ"[xvi]

"جو لوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے۔ پس اگر انھوں نے رجوع کر لیا تو اللہ تعالی معاف کرنے والا رحیم ہے۔
"

زوجین کے تعلق کی نزاکت کی وجہ سے خصوصی قانون بنایا گیا اور عورت کے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے مرد کو تعلیم دی کہ چار مہینے کے اندر وہ فیصلہ کرلے۔ اگر رکھنا ہے تو احسن طریقے سے رکھیں اور اگر چھوڑنا چاہیں تو احسان کے ساتھ رخصت کردیں۔

۵) گھریلو امور میں مشاورت:

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اہل ایمان کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ اپنے امور میں مشورہ سے کام لیتے ہیں۔

"وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ"[xvii]

"اور ان کا ہر کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے"

یعنی ان کی تمام امور باہم مشورہ سے ہوتے ہیں۔ مشورہ اس بات کا عملی اعتراف ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے رفیق حیات اور مددگار ہیں۔ لہذا مردوں کو تعلیم دی جارہی ہے کہ وہ گھریلو امور میں ان سے مشورہ کریں جیسا کہ رسول پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سیرت میں کئی مثالیں موجود ہیں۔

۶) عدل وانصاف:

شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی کے معاملے میں عدل وانصاف سے کام لیں۔ جہاں مردوں کو تعدد ازواج کی اجازات ہے تو اس کے ساتھ عدل کی کڑی شرائط ہیں اور یہ تاکید ہے کہ مکمل انصاف کے ساتھ رہیں اور کسی ایک طرف جھکاؤ نہ ہو۔ اسی لیے فرمایا گیا۔

"فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً"[xviii]

"اگر آپ کو ڈر ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی پر اکتفاء کرو"

اگر ہم کتب سابقہ اور قرآنی تعلیمات کا بہ غور جائزہ لیتے ہیں تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ دونوں کی تعلیمات میں کسی حد تک مطابقت موجود ہے۔ البتہ فصاحت وبلاغت، اسلوب تخاطب اور انداز بیان کا واضح فرق قرآن پاک کی جامعیت، عالمگیریت، اور اعتدال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

بائبل کی روشنی میں بیوی کے فرائض:

۱)شوہر سے محبت:

بائبل کی تعلیمات کے مطابق عورت کی تخلیق مرد کے لئے کی گئی ہے۔ کتاب پیدائش میں ہے کہ

"خداوند نے کہا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں میں اس کے لئے ایک مددگار اس کی مانند بناؤں گا"[xix]

لہذا عورتوں کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو پیار کریں اسے اول درجہ دے اس کی خدمت گزار رہے۔ جوان عورتوں کو خاص تعلیم دی گئی۔

"تاکہ جوان عورتوں کو سکھائیں کہ اپنے شوہروں کو پیار کریں۔ بچوں کو پیار کریں اور متقی اور پاک دامن اور گھر کا کاروبار کرنے والی اور مہربان ہوں۔"[xx]

۲)شوہر کی تابعداری:

عورت کو جب اس زمین پر بھیجا گیا تو اس فیصلہ کے ساتھ اتاری گئی کہ وہ اپنے شوہر کی تابع رہے گی اسے نر فرمانی کی سزا کے طور پر جو جنت میں اس نے کی تھی لہذ خداوند نے عورت سے کہا۔

"میں تیرے درد حمل کو بڑھاؤں فا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنے کی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔"[xxi]

"اے بیویو! اپنے شوہر کی تابع رہو جیسے خداوند کی کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے لیکن جیسے کلیسا مسیح کے تابع ہیں ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں شوہر کے تابع ہیں"[xxii]

بیوی کا شوہر کی فرمانبرداری کرنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے سے وہ شوہر کو قائل کر سکتی ہے وہ بھی اس کی طرح نیک زندگی گزارے اسی لئے انہیں ظاہری بناؤ سنگار کے مقابلے میں باطنی آرائش کی تعلیم دی جارہی ہے۔

"اے بیویو تم بھی اپنے اپنے شوہر کی تابع رہو اس لئے کہ اگر بعض ان میں سے کلام کو نہ مانتے ہوں تو بھی تمھارے پاکیزہ چال چلن اور خوف دیکھ کر بغیر کلام کے اپنی اپنی بیوی کے چال چلن سے خدا کی طرف کھینچ جائیں اور تمھارا سنگار ظاہری نہ ہو سر گوندھاوانا اور سونے کے زیور اور طرح طرح کے کپڑے پہننا بلکہ تمھاری باطنی اور پوشیدہ انسانیت حلم اور مزاج کی غربت کی غیر فانی آرائش سے آراستہ رہے کیونکہ خدا کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہے "xxiii

۳) گھریلو امور کی انجام دہی:

موجودہ دور میں گھریلو امور کی انجام دہی ایک انتہائی معمولی اور غیر اہم کام سمجھا جاتا ہے اور عورت کو تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو چھوڑ کر باہر کام کرے مگر خداوند کے نزدیک وعورت کا کام گھر اور بچوں کی دیکھ بھال ہے۔:

"پس میں چاہتا ہوں کہ جوان بیوائیں بیاہ کریں ان کی اولاد ہو گھر کا انتظام کریں اور کسی مخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں "xxiv

شریعت سابقہ میں خاندان کی تعمیر میں بیوی کے کردار کو بہت اہم سمجھا گیا ہے اور اس کی خصوصیات کی تعریف کی گئی ہے کتاب امثال میں اس کی تعریف نظمیہ انداز میں کی گئی ہے اور شوہروں کو تاکید ہے کہ وہ خاص خاص مواقع پر بیوی کے سامنے ان کو پڑھیں جیسے کہا گیا کہ:

"وہ اون اور کتان ڈھونڈتی ہے اور خوشی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی ہے وہ رات ہی کو اٹھ بیٹھتی ہے اور اپنے گھرانے کو کھلاتی ہے اور اپنی لونڈیوں کو کام دیتی ہے وہ اپنے گھرانے پر بخوبی نگاہ رکھتی ہے اور کاہلی کی روٹی نہیں کھاتی "xxv

قرآن کی روشنی میں بیوی کے فرائض

قرآنی تعلیمات بہ نظائر جائزہ لیا جائے تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ قرآن نے اس قدر تفصیل اور تاکید سے بیوی کے فرائض بیان نہیں کیئے جس طرح شوہر کی ذمہ داریوں کا تذکرہ ہے یہاں تک کہ مکمل سورۃ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے نازل ہوئی۔ جبکہ عورت کو کہیں بھی بلاواسطہ مخاطب کر کے فرائض بیان نہیں کیئے بلکہ نیک عورت کی صفات کا عمومی تذکرہ ہے۔

"فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللهُ"[xxvi]

"پس جو نیک عورتیں ہیں سو تابعدار ہیں نگہبانی کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے"

نیک عورت کی خصوصیات و فصاحت بیان ہوئی ہیں کہ وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور ظاہر و باطن ہر حال میں شوہروں کے مفاد کی محافظہ ہوتی ہیں۔ قرآن کی فصاحت و بلاغت کے اعجاز ہے کہ اس نے عورت کی تمام تر ذمہ داریوں کو ایک ہی جملے میں بیان کر دیا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اطاعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے بیوی کو شوہر کا تابعدار رہنا ہے اور اُن کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اُن کے مفاد کا تحفظ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس عمل کی حکمت بظاہر یہی نظر آتی ہے کہ گھر کی سربراہی اور اختیارات مرد کے ہاتھ میں ہے جبکہ عورت اُس کی ماتحت ہے۔ لہٰذا زیادتی کا مکان مرد کی طرف سے زیادہ ہے اسی لئے اُسے خاص طور پر بارہا اُن کے ساتھ حسن معاشرت کی تنبیہ کی گئی ہے۔

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں خاندانی نظام کی بقاء و استحکام اسی صورت میں ہے کہ جب مرد خدا کی بتائے ہوئے قوانین کے مطابق اس سے حسن سلوک کرے، جملہ ضروریات کا خیال کرکھے، غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے محبت اور نرمی کا برتاؤ رکھے جبکہ عورت اس کی انتظامی بڑائی کو کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی مطیع و فرمانبدار رہے۔ شوہر اور بیوی کے فرائض کے بعد خاندانی نظام کے دوسرے رخ اولاد اور والدین کے فرائض بیان کیئے جائیں گے۔

نکاح کا ایک مقصد افزائش نسل ہے انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا تعلق سب سے پہلے اس کے والدین سے جڑتا ہے جو اس وک دنیا میں لانے کا سبب بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ ذیل میں کتب کی تعلیمات کی روشنی میں اولاد اور والدین کے فرائض بیان کیئے جارہے ہیں۔

بائبل کی روشنی میں اولاد کے فرائض

۱۔ماں باپ کی اطاعت:

کتب سابقہ میں بار ہا اولاد کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ اپنے والدین کی اطاعت و فرمابندداری کریں کیونکہ وہ تجربہ اور عمر میں زیادہ ہیں لہذا وہ انہیں برے لوگوں اور مشکلات سے بچا سکتے ہیں۔

> "اے میرے بیٹے! اپنے باپ کے فرمان کو بجالا اور اپنی ماں کی تعلیم کو نہ چھوڑ ان کو اپنے دل باندھ رکھ اور ان کو اپنے گلے کا طوق بنالے یہ چلتے وقت تیری رہبری اور سوتے وقت تیری نگہبانی اور جاگتے وقت تجھ سے باتیں کرے گیں۔"[xxvii]

اسی طرح ماں باپ کی بات غور سے سننے اور عمل کرنے کی تاکید کی ہے کیونکہ حکمت و دانشمندی ماں باپ سے ہی اولاد میں منتقل ہو گی لہذا انکی بات سنو تاکہ دانشمندانہ خوبصورت زندگی نصیب ہو۔

> ”اے میرے بیٹے اپنے باپ کی تربیت پر کان لگا اور اپنی ماں کی تعلیم کو ترک نہ کر کیونکہ وہ تیرے سر کے لئے زینت کا سہرا اور تیرے گلے کے لئے طوق ہونگی ۔"[xxviii]

۲۔والدین عزت کرنا:

اولاد کا فرض ہے کہ وہ والدین کی خدمت اور نگہداشت کریں اور ان کی عزت کریں۔ خدا نے جب موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر "دس حکم" عطا کیئے جس میں اولاد کیلئے حکم دیا ہے کہ والدین کی عزت کریں اور اس کو ایک وعدہ کے ساتھ جوڑ دیا۔

"تو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا تاکہ تیری عمر اس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو۔"[xxix]

اسی طرح بوڑھے والدین کی عزت اور ادب کرنے کی خصوصی تاکید کی ہے۔

"جن کے سر کے بال سفید ہیں تو اُن کے سامنے اٹھ کھڑے ہونا اور بڑے بوڑھے کا ادب کرنا اور اپنے خدا سے ڈرنا میں خداوند ہوں۔"[xxx]

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اولاد کے فرائض

قرآن مجید کی متعدد آیات والدین کا مقام و مرتبہ بیان کرتی ہیں۔ ذیل میں چند کا تذکرہ ہے

ا)والدین سے حسن سلوک:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے توحید اور عبودیت کے بعد جن کا حق سب سے پہلے بیان کیا ہے وہ والدین ہیں۔ اور تمہارے رب نے یہ فیصلہ کر دیا تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی اور والدین سے نیک سلوک کرو۔

"وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا"[xxxi]

"اور تمہارے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی اور والدین سے نیک سلوک کرو"

اپنی ربوبیت کے بعد والدین کے ساتھ احسان کی تعلیم دینا اس بات کا اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد انسان پر سب سے زیادہ احسانات وانعامات والدین کے ہیں کیونکہ ظاہری اسباب میں وہی اس کی پیدائش کا سبب بنے اُس کی افزائش سے لے کر اس کے جوان ہونے تک کٹھن مراحل سے گزرے ہیں۔ غور طلب بات یہ کہ اللہ نے والدین کے معاملے میں یہ نہیں فرمایا کہ ان کے حقوق ادا کرو ان کی خدمت کرو بلکہ لفظ "احسان" لایا گیا، امام راغب فرماتے ہیں کہ یہ لفظ دو معانی میں مستعمل ہے۔

"اول یہ کہ دوسروں پر انعام کرنا دوم اپنے فعل میں حسن پیدا کرنا۔"[xxxii]

جس کا عام مفہوم یہ ہے کہ ان کی تمام ضروریات کا خیال کریں، ان پر اپنا مال خرچ کریں بے لوث انکی خدمت کریں نرم لہجے اور باادب گفتگو کریں اور حتی الامکان ایسے قول و عمل سے گریز کریں جس سے ان کی دل آزاری ہو۔

۲) مشرک والدین کے ساتھ حسن سلوک:

سورۃ لقمان میں فرمایا گیا:

"وَاِن جاهَدَاكَ عَلَىٰ اَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا"[xxxiii]

"اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرلے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہر گز نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہے"

قرآن مجید میں صرف ایک ہی استثنائی صورت ہے جہاں اولاد کو والدین کی اطاعت فرض نہیں ہے کہ اگر وہ کوئی ایسا حکم دیں جو خدا کے حکم سے ٹکرائے تو اس وقت خدا کا حکم لینا ہے اور ماں باپ کا حکم چھوڑنا ہے تاہم ایسی صورت میں بھی ان کی خدمت بدستور جاری رہے۔

۳۔ ماں کے ساتھ خصوصی برتاؤ:

اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے پہلا حق ماں باپ کا ہے لیکن والدین میں سے بھی اعلیٰ مقام و مرتبہ ماں کا ہے کیونکہ اولاد کی پیدائش، پرورش اور تربیت میں ماں کی مشقت اور تکلیف کا کوئی نعم البدل نہیں۔ یہ اعزاز صرف ماں کے ہی حصہ میں ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے انسان پر اور اس کے بعد ماں کی مشقت اور تکلیف کا تاکہ انسان اُس کا احساس کرتا رہے۔

"حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا"[xxxiv]

"اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر ہی اُسے جنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔"

۴۔ والدین کا شکر گزار رہنا:

اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اسے وحدہ لاشریک مانا جائے اور والدین کا حق یہ ہے کہ ان کے احسانات کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ نہ تو انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات شمار کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے والدین کے احسانات کا حق ادا کر سکتا ہے۔ لہذا دونوں معاملات میں رد عمل کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے "شکر" کیونکہ شکر کا مطلب ہے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے اُن کے سامنے سر خم تسلیم رکھنا۔

اسی لئے تعلیم دی گئی ہے کہ:

"اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ "[xxxv]

"میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا"

۵۔ بوڑھے والدین کی خدمت:

اولاد کو والدین کے ساتھ احسان کی تعلیم دی گئی ہے۔ لیکن بڑھاپے کا تذکرہ حضوصی طور پر گیا گیا ہے۔

"إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا"[xxxvi]

"اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو نہ انہیں جڑک کر جواب دو بلکہ ان کے ساتھ احترام کیساتھ بات کرو۔"

بڑھاپے میں انسان کی طبیعت نازک ہو جاتی اعصاب کمزور پڑ جاتے ہیں معمولی بات بھی ناگوار محسوس ہو سکتی ہے۔ ایسی صورتحال میں اولاد کی طرف سے کوتاہی کا امکان زیادہ ہے کیونکہ اب والدین کمزور اور محتاج ہیں اور اولاد پر ان کا کوئی زور نہیں لہذا خصوصی تعلیم دی گئی کہ ان کا زیادہ خیال رکھا جائے اور انتہائی ادب و احترام کے ساتھ ان سے معاملہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ "اف" بھی نہ کہیں کجا کہ بدکلامی یا نافرمانی کریں اور اُن سے محبت اور پیار سے گفتگو کریں۔

۶۔ والدین پر مال خرچ کرنا:

والدین اس دنیا میں اولاد کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ اُن کے ساتھ احسان کا رویہ رکھنے کی عمومی تعلیم دینے کے باوجود اولاد کو خصوصی تاکید ہے کہ وہ اپنا مال اپنے والدین پر خرچ کریں جس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ تمام حقوق و احسانات میں سب سے بڑا حق والدین کا یہی ہے کہ اُن پر اولاد خرچ کرے خواہ وہ مالدار ہوں یا تنگدست یہاں تک کہ اگر وہ مشرک بھی ہوں تب بھی اولاد کے مال میں اُن کا سب سے پہلا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یَسۡـَٔلُونَکَ مَاذَا یُنفِقُونَ قُلۡ مَآ أَنفَقۡتُم مِّنۡ خَیۡرٍ فَلِلۡوَٰلِدَیۡنِ "[xxxvii]

"لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر"

۷۔ والدین کے لئے دعا کرنا:

والدین کے احسانات اور نعمتوں کے اعتراف کا ایک طریقہ یہ بھی سکھایا گیا کہ اُن کے لئے اولاد ہمیشہ دعا گو رہے

"وَقُل رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا"[xxxviii]

"اے رب کریم آپ ان دونوں پر رحم فرمایئے۔ جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔"

والدین کے لئے دعا کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انبیاءؑ کی دعائیں بیان فرمائیں جو انہوں نے اپنے والدین کے لئے کیئں۔

- سیدنا نوحؑ کا والدین کے لئے دعائے مغفرت کرنا:

"رَّبِّ اغۡفِرۡ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيۡتِيَ مُؤۡمِنًا وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ "[xxxix]

”میرے رب مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اُس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہو اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرمادے۔“

- جناب ابراھیم علیہ السلام کا والدین کے لئے بخشش طلب کرنا۔

”رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ“[xl]

”مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان والوں کو معاف کر دیجئو جبکہ حساب قائم ہو گا“

اسی طرح یہ تعلیم بھی دی گئی کہ جب بھی انسان اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے شکر بجالائے تو اُن نعمتوں کا بھی شکر ادا کرے جو کہ اس کے والدین پر کی گئیں کیونکہ بالواسطہ والدین کی نعمتوں سے اولاد سب سے زیادہ مستفیض ہوتی ہے۔

”رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ“[xli]

”اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں“

اولاد کے فرائض کے معاملے میں اگر ہم کتب سابقہ اور قرآن کی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں سرسری طور پر والدین کا تذکرہ ہے اور اُن کی اطاعت اور عزت یہی دو مطالبے کئے گئے اولاد سے جبکہ قرآن کریم نے اولاد کے فرائض کو خاندانی نظام کی روح قرار دیا ہے اور اس تعلق کو مستحکم بنانے کے لئے انتہائی حکیمانہ انداز میں اولاد کو اپنے فرائض پورے کرنے کے لئے نصیحت کی گئی ہے۔

بائبل کی روشنی میں والدین کے فرائض:

اولاد خدا کی طرف سے عطیہ ہے جن کی پرورش تعلیم و تربیت کی ذمہ داری والدین پر عائد ہے اگرچہ یہ ماں باپ دونوں کا ہی فریضہ ہے لیکن اس کی بنیادی ذمہ داری دراصل خود ماں پر عائد ہوتی ہے بنی اسرائیل کو جب تورات عطا کی گئی تو یہودی روایات کے مطابق اسے سب سے پہلے یہودی خواتین کو عطا کیا

گیا جس کا اصل مقصد یہ تھا کہ تورات کی تعلیمات کو خواتین نسلوں تک منتقل کریں۔[xlii]

بائبل کی روشنی میں والدین پر درج ذیل ذمہ داریاں عائد ہیں۔

۱)اولاد سے محبت:

بائبل کے مطابق اولاد خدا کی طرف سے تحفہ ہے لہذا عورتوں کو خاص تعلیم ہے کہ ان سے محبت کریں۔

"تاکہ جوان عورتوں کو سکھائیں کہ اپنے شوہروں کو پیار کریں۔ بچوں کو پیار کریں۔
"[xliii]

خدا کے ساتھ وفاداری اور فرمانبرداری کے جہاں دیگر انعامات واجر کا وعدہ ہے وہاں کثرت اولاد بھی انعام ہے کیونکہ کثرت اولاد سے انہیں کام کاج میں مدد ملے گی اور بڑھاپے میں نگہداشت فرمایا گیا۔

"دیکھو اولاد خداوند کی طرف سے میراث ہے اور پیٹ کا پھل اسی کی طرف سے اجر ہے جوانی کے فرزند ایسے ہیں جیسے زبردست کے ہاتھ میں تیر خوش نصیب ہے وہ آدمی جس کا ترکش اُن سے بھرا ہے جب وہ اپنے دشمنوں سے پھاٹک پر باتیں کریں گے تو شرمندہ نہ ہونگے۔"[xliv]

۲)اولاد کی تربیت:

والدین کی یہ فرض ہے کہ وہ اولاد کی تربیت کریں خصوصاً خدا کی محبت اور اس کی اطاعت کا جذبہ وشوق پیدا کریں۔ بچے خدا کی ملکیت ہیں اپنے بچوں کے ساتھ برتاؤ میں احتیاط، سمجھ اور خداخوفی کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تعلیم ہے۔ والدین کو تاکید کی گئی کہ:

"اے اولاد والوں تم اپنے فرزندوں کو غصہ نہ دلاؤ بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دے دے کر ان کی پرورش کرو"[xlv]

خدا سے محبت اور انکی اطاعت کی تعلیمات کا اس حد تک اولاد کے سامنے چرچا اور پرچار کرنا ہے کہ یہ ان کے ذہن نشین ہو جائیں۔

"اور تو ان کو اپنی اولاد کے ذہن نشین کرنا اور گھر بیٹھے اور راہ چلتے، لیٹتے اور اٹھتے وقت ان کا ذکر کیا کرنا۔"[xlvi]

۳) تادیب کے لئے سزا:

اولاد کی تربیت کی ذمہ داری ماں باپ کی ہے لہذا انہیں یہ اختیار ہے کہ وہ اولاد کے ساتھ سختی کرلے اور اگر اسے مارنا پڑے تو اُس سے بھی باز نہ رہے اور جو نہ مارے تو وہ اپنے بیٹے کا خیر خواہ نہیں ہے۔

"وہ جو اپنی چھڑی کو باز رکھتا ہے اپنے بیٹے سے کینہ رکھتا ہے پر وہ جو اُس سے محبت رکھتا ہے۔ بروقت اُس کو تنبیہ کرتا ہے۔"[xlvii]

ادیب کے لئے جسمانی سزا کی ترغیب دیتے ہوئے ایک اور مقام پر فرمایا:

"لڑکے سے تادیب کو دریغ نہ کر اگر تو اسے چھڑی سے مارے گا تو وہ مر نہ جائے گا۔ تو اسے چھڑی سے مارے گا اور اس کی جان کو پاتال سے بچائے گا"[xlviii]

ہلکی پھلکی سختی اور مار پیٹ کے باوجود اگر اولاد نافرمان رہے موسوی شریعت کے مطابق اسے سنگسار کر دیا جائے تاکہ دیگر لوگوں کے لئے عبرت ہو۔

"اگر کسی آدمی کا ضدی اور گردن کش بیٹا ہو جو اپنے باپ یا ماں کی بات نہ مانتا ہو اور ان کے تنبیہ کرنے پر بھی ان کی نہ سنتا ہو تو اس کے ماں باپ اسے پکڑ کر اور نکال کر اس شہر کے بزرگوں کے پاس اس جگہ کے پھاٹک پر لے جائیں اور وہ اس کے شہر کے بزرگوں سے عرض کریں کہ یہ ہمارا بیٹا ضدی اور گردن کش ہے۔ یہ ہماری بات نہیں مانتا اور اڑاو اور شرابی ہے تب اس کے شہر کے سب لوگ اسے سنگسار کریں کہ وہ مر جائے۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دور کرنا تب سب اسرائیلی سن کر ڈر جائیں گے۔"[xlix]

قرآن کی روشنی میں والدین کے فرائض:

قرآن کریم میں والدین کے فرائض کو تفصیلا بیان نہیں کیا گیا بمقابل فرائض اولاد کے کیونکہ اولاد سے محبت ان کا خیال فطری طور پر ودیعت کیا گیا ہے لہذا بعض ضروری امور جہاں غفلت کا امکان ہے ان کا تذکرہ کر دیا گیا ہے۔

۱)اولاد کے ایمان کی فکر:

قرآن مجید میں اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا:

"یا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَکُمْ وَأَھْلِیکُمْ نَارًا"[li]

"اے اہل ایمان اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

قرآن کی رو سے مال اور اولاد انسان کی آزمائش کے لئے ہے بسا اوقات انسان اہل وعیال کی محبت میں اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ وہ حق کے طریقے کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی تکمیل میں لگ جاتا ہے۔ لہذا والدین کو خصوصی نصیحت کی جا رہی ہے کہ اگر وہ اولاد سے واقعتاً محبت کے دعویدار ہیں تو ان کی آخرت کی فلاح کی فکر کریں۔ اور اس کے لئے وہی اصول ہیں جو دعوت کے عمومی اصول ہیں۔

"ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"[lii]

"اے نبی اپنے رب کے رستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ
اور لوگوں سے مباحثہ کرو، ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔"

یعنی ان کی آخرت کی فکر کرتے ہوئے عمل صالح کی ترغیب دیں اور خود بھی اس کا عملی نمونہ پیش کریں۔

۲)رضاعت:

رضاعت کے معنی ہیں بچہ کو دودھ پلانا۔ قرآن کریم نے تعلیم دی ہے۔

"وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ"[liii]

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں یہ اس کے لئے ہے جو رضاعت
کی مدت پوری کرنا چاہیں۔"

بچے کے دنیا میں آنے کے بعد اس کی خوراک کا بندوبست خدا نے ماں کے ذریعے کیا ہے لہذا ماں کو چاہیے کہ وہ بلا کسی عذر کے بچے کو اس حق سے محروم نہ کرے۔

۳) قتل کی ممانعت:

بعض برائیاں ازل سے ہی ہر معاشرہ میں عام رہی ہیں ان میں سے رزق کی تنگی کی وجہ سے اولاد کا قتل ہے۔ انسان اس حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے کہ ہر جان کو پیدا کرنے والے رب نے رزق کا وعدہ کیا ہے اور وہ تمام جانداروں کو رزق عطا کر رہے ہیں لہذا وہ رازق سے تعلق بنانے کے بجائے اولاد کو قتل کرنے کے لئے منصوبہ بندی اختیار کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے اس عمل کو حرام ٹھراتے ہوئے والدین کو تعلیم دی ہے کہ وہ اس عمل سے باز رہیں۔

"وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا"[liii]

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ہی رزق دیتے ہیں انہیں بھی
اور تمہیں بھی بلاشبہ اولاد کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔"

۴) عفو و درگزر کرنا:

قرآن کریم نے عمومی طور پر تمام انسانوں کے لئے تعلیم دی ہے کہ ان سے عفو و درگزر کیا جائے مگر اولاد کے معاملے میں اس کی خاص تاکید کی ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا
وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ"[liv]

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

انسان کا سب سے زیادہ تعلق اپنی اولاد سے ہوتا ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی آزمائش ہے لہذا ان کے معاملے میں خاص طور پر درگزر اور معاف کرنے کی تعلیم ہے۔

۵) نکاح:

والدین کے فرائض میں سے یہ بھی ہے کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو ان کا مناسب جوڑ دیکھ کر ان کا نکاح کروا دیا جائے اور جو تم میں سے مجرد ہیں ان کے نکاح کر دو۔

"وَ أَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ"[lv]

"اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو۔"

لیکن ان کا نکاح کرانے سے پہلے ان کی پسند اور رضامندی بھی معلوم کرنا ضروری ہے کیونکہ زبردستی کے بندھن پائیدار نہیں ہوتے۔

۶) اولاد کے لئے دعا کرنا:

اولاد کی خیر خواہی اور محبت کا سچا مظہر یہ ہے کہ اس کے لئے دعا کی جائے۔ انبیاء علھیم السلام کی دعائیں ہمیں اسی عمل کی ترغیب دے رہی ہیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے غیر اللہ کی پرستش سے محفوظ رہنے کی دعا مانگی:

"رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ"[lvi]

"اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنایئے اور مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے دور رکھئے کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر اولاد کو اپنا فرمانبردار بنانے کے لئے بھی دعا سکھائی گئی۔

"وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي"[lvii]

"اور میری اولاد کی میرے لئے اصلاح فرمائیے"

دنیا میں والدین سب سے بڑے محسن ہوتے ہیں اگر وہ اپنے والدین کا احسان مند اور فرمانبر دار ہو گا تو امید ہے کہ وہ خدا کا بھی فرمانبر دار ہو گا اسی لئے والدین کو تلقین کی جارہی ہے کہ وہ تربیت کے ساتھ ساتھ اولاد کے لئے دعا کا اہتمام بھی کریں۔ والدین وہ ہستی ہیں جن سے نسل انسانی وجود میں آتی ہے اور پروان چڑھتی ہے اور اولاد کی محبت فطری طور پر ہر جاندار میں ودیعت کر دی گئی ہے جس کو سکھانے یا سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اس حوالے سے تعلیمات موجود نہیں ہے البتہ ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جہاں اکثر کوتاہی سرزد ہو سکتی ہے۔

۱) ان کی محبت میں اس قدر بڑھ جانا کہ آخرت کی فکر چھوڑ دیں۔

۲) رزق کی تنگی کے خوف سے ان کا قتل کرنا۔

جبکہ اس کے برعکس کتب سابقہ میں ان دونوں بنیادی پہلوؤں کے حوالے سے کوئی تعلیمات موجود نہیں ہے البتہ تربیت اولاد کے حوالے سے تعلیمات موجود ہیں مگر وہ انتہائی سخت اور فطرت کے خلاف ہیں کہ کوئی والدین اپنی اولاد کو سنگسار نہیں کر واسکتے اسی لئے قابل عمل نہ تھے اور نہ آج ہیں جب کوئی بات قابل عمل نہ ہو تو وہ بے توقیر ہوتی چلی جاتی ہے۔

حاصلِ مطالعہ:

۱) بائبل کے مطابق عورت کی تخلیق مرد کے لئے کی گئی ہے اسی کے جسم سے جبکہ قرآن کے مطابق مرد و عورت دونوں کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے۔

۲) بائبل کے مطابق نکاح کا مقصد صرف جسمانی لذت کا حصول ہے اسی لئے خواہشات کو کچل کر شادی نہ کرنا ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جبکہ قرآن میں نکاح کا تعلق اللہ تعالیٰ کی عظمت کی نشانیوں میں سے ہے جس کے ذریعے میاں بیوی ایک دوسرے کے مددگار ہیں تعلیمات الٰہی پر عمل کرنے کے لئے۔

۳) بائبل کے مطابق یہودی خدا کے منتخب اور پسندیدہ ہیں اسی لئے غیر قوم میں نکاح کی اجازت نہیں کیونکہ اس سے پاک خون میں ناپاک خون شامل ہو جائے گا جو کہ ان کی تنگ نظری کا ثبوت ہے جبکہ قرآن کی وسعت نظری کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے تمام انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد قرار دیا ہے اور مسلمان کو جازت دی ہے کہ وہ کسی بھی رنگ، نسل، زبان یہاں تک کہ اہل کتاب سے بھی نکاح کر سکتے ہیں۔

۴) بائبل کے مطابق اگر عورت صاحب جائیداد ہے تو شادی کے بعد اس کی جائیداد اس کے شوہر کی ہے اسی لئے حفاظت میراث کی خاطر تعلیم دی گئی کہ وہ غیروں میں بیٹیاں نہ دیں۔ جبکہ قرآن کے مطابق میراث خالصتاً اسی کا حق ہے جو کہ شادی سے منتقل نہیں ہوتا۔

۵) بائبل کے مطابق مرد عورت سے افضل اور برتر ہے کیونکہ جنت میں عورت نے فریب کھایا اور مرد نے نہیں کھایا لہٰذا وہ مرد کی تابع دار رہے گی جبکہ قرآن نے مرد کی سربراہی کو انتظامی امور سے جوڑا ہے نہ کہ عورت کے کسی گناہ کی وجہ سے۔

۶) بائبل کی تعلیمات میں والدین کے حقوق کے حوالے سے جامع تعلیمات نہیں ہے صرف ایک ہی زاویہ سے تعلیمات موجود ہیں کہ ان کی عزت واطاعت کی جائے جبکہ قرآن نے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔ ان سے حسنِ سلوک کرنا، ان پر خرچ کرنا، ان کے لئے دعا کرنا اور خصوصی طور پر بڑھاپے میں ان کی خدمت کرنا۔

۷) اولاد کے حوالے سے بھی امتیازی سلوک کی تعلیم دی جارہی ہے۔ بائبل کے مطابق پہلے بچے کو باقی تمام بچوں پر فوقیت ہے جیسے "پہلوٹھی کا حق" کہا جاتا ہے جبکہ قرآن اولاد کے ساتھ مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔

۸) بائبل کے مطابق اگر اولاد نافرمان ہے تو اسے سنگسار کر کے قتل کر دیا جائے جو کہ یقیناً ناقابل عمل ہے جبکہ قرآن اولاد کی غلطیوں کو تاہیوں کو معاف کرنے، ان سے درگزر کرنے اور ان کے لئے دعا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

الغرض اسلام کا خاندانی نظام اس قدر اعلیٰ اوصاف کا حامل ہے کہ کوئی دوسرا نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تمام تر مادی ترقی کے باوجود مغربی معاشرہ اخلاقی اعتبار سے انتہائی تنزلی و پستی کا شکار ہے کیونکہ معاشرتی ترقی میں خاندانی نظام و کردار کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حقوق نسواں کے نام پر عورت پر دوہری ذمہ داری عائد کر دی اور آزادی کے نام پر عریانی و فحاشی کو فروغ دے کر تباہی و بربادی کا راستہ اختیار کیا۔

اس پس منظر میں اس بات کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے خاندانی نظام کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی حقانیت کو اجاگر کر کے اس سے روشناس کرایا جس سے غیر مسلموں کو دعوت فکر دی جا سکتی ہے۔ یہ مقالہ اسی سلسلے کی ایک ادنیٰ سی کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو شرف قبولیت عطا کرتے ہوئے اسے انسانیت کے لئے نفع مند بنائیں۔

حوالہ جات

[i] کتاب۔ ا۔ تیمتھس، باب ۳، آیت ۱۱ تا ۱۴، ص ۲۲۰۶، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور ۲۰۱۰

Book 1 Timothy, chapter 3, verse 11 to 14, page 2206

[ii] افسیوں، باب ۵، آیت ۲۳، ص ۲۱۶۲

Ephesians, chapter 5, verse 23, p. 2162

[iii] انجیل متی، باب ۱۹، آیت ۹، ص ۱۷۷۵

Gospel of Matthew, chapter 19, verse 9, p. 1775

[iv] افسیوں، باب ۵، آیت ۲۵ تا ۲۹، ص ۲۱۶۳

Ephesians, chapter 5, verses 25-29, p. 2163

[v] ا۔ کرنتھیوں، باب ۷، آیت ۳ تا ۵، ص ۲۰۹۹

1.Corinthians, chapter 7, verses 3-5, p. 2099

[vi] کتاب پیدائش، باب ۳، آیت ۱۷ تا ۱۹، ص ۳۳

Book of Genesis, Chapter 3, Verses 17-19, p.33

[vii] کتاب۔ ا۔ تیمتھس، باب ۵، آیت ۸، ص ۲۲۰۹

Book 1: Timothy, chapter 5, verse 8, p. 2009

[viii] امثال، باب۱۱، آیت۲۹، ص۱۱۵۱

Proverbs, chapter 11, verse 29, page 1151

[ix] ۱۔ پطرس، باب۳، آیت۷، ص۲۲۸۲

1.Peter, chapter 3, verse 7, page 2282

[x] القرآن: البقرہ۔ ۲: آیت۲۲۸

Quran 2:228

[xi] القرآن: البقرہ۔ ۲: آیت۲۲۸

Quran 2:228

[xii] القرآن النساء۴، آیت نمبر۳۴

Quran 4:34

[xiii] اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، ج۲، ص۳۱۹، ترجمہ، محمد عبدہ فیروزپوری، اقبال ٹاون، لاہور، ۲۰۰۰

Isfahani, Imam Raghib, Mufardat al-Qur'an, Volume 2, p. 319, Translation, Muhammad Abda Firuzpuri, Iqbal Town, Lahore2000.

[xiv] القرآن النساء۴، آیت نمبر۱۹

Quran 4:19

[xv] القرآن النساء۴، آیت نمبر۱۹

Quran 4:19

[xvi] القرآن: البقرہ۔ ۲: آیت۲۲۶

Quran 2:226

[xvii] القرآن: الشوریٰ۔ ۴۲: آیت، ۳۸

Quran 42:38

[xviii] القرآن النساء۴، آیت ۳

Quran 4:3

[xix] کتاب پیدائش، باب ۲، آیت ۱۸، ص ۳۱

The book of Genesis, chapter 2, verse 18, page 31

[xx] ططس، باب ۲، آیت ۵، ۴، ص ۲۲۲۳

Tuts, chapter 2, verses 4, 5, p. 2223

[xxi] کتاب پیدائش، باب ۳، آیت ۱۶، ص ۳۳

The book of Genesis, chapter 3, verse 16, page 33

[xxii] افسیوں، باب ۵، آیت ۲۲ تا ۲۴، ص ۲۱۶۳

Ephesians, chapter 5, verses 22-24, p. 2163

[xxiii] ا۔ پطرس، باب ۳، آیت ۱ تا ۴، ص ۲۲۸۲

1.Peter, Chapter 3, Verses 1-4, p. 2282

[xxiv] کتاب۔ ا۔ تیمتھس، باب ۵، آیت ۱۴، ص ۲۲۰۹

Book 1: Timothy, chapter 5, verse 14, page 2009

[xxv] امثال، باب ۳۱، آیت، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ص ۱۱۷۹

Proverbs, chapter 31, verse 17, 15, 13, page 1179

[xxvi] القرآن النساء ۴، آیت ۳۴

Quran 4:34

[xxvii] امثال، باب ۶، آیت، ۲۰ تا ۲۲، ص ۱۱۴۲

Proverbs, chapter 6, verse 20-22, page 1142

[xxviii] امثال، باب ۱، آیت ۹، ۸، ص ۱۱۳۶

Proverbs, chapter 1, verse 8, 9, p. 1136

[xxix] کتاب خروج، باب ۲۰، آیت ۱۲، ص ۱۵۳

Book of Exodus, chapter 20, verse 12, page 153

[xxx] کتاب احبار، باب، ۱۹، آیت ۳۲، ص ۲۲۲

Book of Ahbar, chapter 19, verse 32, page 222

[xxxi] القرآن: سورہ بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۲۳

Quran 71:23

[xxxii] اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، ج ۱، ص ۲۵۸، ترجمہ، محمد عبدہ فیروزپوری، اقبال ٹاون، لاہور 2000

Isfahani, Imam Raghib, Mufardat al-Qur'an, Vol. 1, p. 258, Translation, Muhammad Abdo Ferozpuri, Iqbal Town, Lahore2000.

[xxxiii] القرآن: سورۃ لقمان ۳۱، آیت ۱۵

Quran 31:15

[xxxiv] القرآن: سورۃ الاحقاف ۴۶، آیت ۱۵

Quran 46:15

[xxxv] القرآن: سورۃ لقمان ۳۱، آیت ۱۴

Quran 31:14

[xxxvi] القرآن: سورہ بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۲۳

Quran 17:23

[xxxvii] القرآن: البقرہ۔ ۲: آیت ۲۱۵

Quran 2:215

[xxxviii] القرآن: سورہ بنی اسرائیل ۱۷، آیت، ۲۴

Quran 17:24

[xxxix] القرآن: سورہ نوح، ۷۱، آیت، ۲۸

Quran 71:28

[xl] القرآن: سورہ ابراھیم ۱۴، آیت، ۴۱

Quran 14:41

[xli] القرآن: سورہ الاحقاف ۴۶، آیت، ۱۵

Quran 46:15

[xlii] رضی الدین سید، یہودی مذہب مہد سے لحد تک، ص ۱۳۷، مکتبہ قاسمیہ ۲۰۱۸

Raziuddin Syed, Jewish Religion from Mahd to Lahad, p. 137, qasmi publications 2018

ططس، باب ۲، آیت ۴، ص ۲۲۲۳[xliii]

Tuts, chapter 2, verse 4, page 2223

زبور۔ باب۔ ۱۲۷، آیت ۳-۵، ص ۱۱۴[xliv]

Psalm – chapter – 127, verse 3–5, page 114

افسیوں۔ باب ۶: آیت ۴، ص ۲۱۶۳[xlv]

Ephesians. Chapter 6: Verse 4, p. 2163

استثناء باب ۶: آیت ۷، ص ۳۳۰[xlvi]

Chapter 6 exception: verse 7, p. 330

امثال باب ۱۳: آیت ۲۴، ص ۱۱۵۳[xlvii]

Proverbs Chapter 13: Verse 24, p. 1153

ایضا، باب ۲۳، آیت ۱۳، ص ۱۱۶۷[xlviii]

Also, chapter 23, verse 13, page 1167

استثناء، باب ۲۱: آیت ۸۱ تا ۱۲، ص ۳۵۴[xlix]

Exception, chapter 21: verse 81ta 12, p. 354

القرآن: سورہ التحریم، ۶۶، آیت، ۶[l]

Quran 66:6

القرآن: سورہ النحل، ۱۶، آیت، ۱۲۵[li]

Quran 16:125

القرآن: البقرہ۔ ۲: آیت، ۲۳۳[lii]

Quran 2:233

القرآن: سورہ بنی اسرائیل ۱۷، آیت، ۳۱[liii]

Quran 17:31

[liv] القرآن: سورہ التغابن ۶۴، آیت ۱۴

Quran 64:14

[lv] القرآن: سورہ النور، ۲۴، آیت ۳۲

Quran 24:32

[lvi] القرآن: سورہ ابراہیم ۱۴، آیت ۳۵

Quran 14:35

[lvii] القرآن: سورہ الاحقاف ۴۶، آیت ۱۵

Quran 46:15